ڈاکٹر اسرار احمد کا سانحۂ ارتحال

محمد عابد مسعود

ڈاکٹر اسرار احمد کا نام ہر پڑھا لکھا پاکستانی جانتا ہے۔ پاکستان کے باہر بھی ڈاکٹر صاحب کے چاہنے والوں کی کمی نہیں۔ ان کی وفات پر شائع ہونے والی خبروں اور مضامین میں اُن کے سوانحی حالات کی تفصیلات آچکی ہیں ہم یہاں اُن کا تکرار نہیں کریں گے۔ اُن کی شخصیت کے دو پہلو ایسے ہیں۔ نمبر ایک قرآن پاک کی طرف عام آدمی کو رجوع کی دعوت جوان کی زندگی کا تقریباً اوڑھنا بچھونا تھی۔ آپ نے اپنی زندگی کا غالب حصہ اللہ کے پاک کلام کو پھیلانے میں صرف کیا اور قرآن پاک کی تفسیر کو گنجلک درسی اصطلاحات سے باہر نکال کے عام آدمی کی سمجھ اور دلچسپی کے مطابق بیان کیا۔ برصغیر پاک و ہند میں جن بزرگوں نے قرآن پاک کی دعوت کو پھیلانے کا کام خاص طور پر کیا کہ عام آدمی کی دلچسپی فہم قرآن سے پیدا ہو سکے۔ ان میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کا خاندان، علمائے دیوبند میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن اموی رحمۃ اللہ علیہ جن کی زندگی کا آخری حصہ قرآن پاک کی تعلیمات کو عام کرنے اور اس کے مکاتب کے قیام کی تحریک میں صرف ہوا جس کی بدولت آج پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش کے دور دراز دیہاتی علاقوں میں بھی قرآن پاک کے ادارے قائم ہیں۔ حضرت شیخ الہند کی اس تحریک کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ عوام الناس کو درسِ قرآن کی صورت میں اس کے معنیٰ اور تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔

ڈاکٹر اسرار، حضرت شیخ الہند کے زبردست مدّاح تھے اور ان کے مشن کی تکمیل کے لیے تمام عمر کوشاں رہے۔ روزمرہ کے پیش آمدہ مسائل اور سماجی تبدیلیوں پر بھی ان کی گہری نظر تھی۔ وہ مغربی فکر و فلسفہ سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ اس لیے ہمیشہ اپنی گفتگو میں مغرب، اُس کے طرزِ عمل اور تحریکات کو اسی تناظر میں موضوعِ بحث بنایا کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں زبردست قوتِ گویائی عطا فرمائی تھی اور انہوں نے ساری عمر قرآنِ پاک کی صدا لگانے میں اسے صرف کیا۔ علامہ اقبال کے پیغام پر اتھارٹی سمجھے جانے والے چند لوگوں میں سے وہ ایک تھے۔ تاریخ وسیاست پر بھی ان کی رائے ایک منفرد اور ممتاز مقام رکھتی تھی۔

دوسری بات جس کی وجہ سے انھیں اپنے زمانے کے اہلِ علم میں امتیاز حاصل تھا وہ خلافت علیٰ منہاج النّبوۃ کے